دل کی بات

”ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ!“

19/دسمبر 2003ء کے تمام قومی اخبارات میں جنرل پرویز مشرف کے ایک انٹرویو کے اہم حصے شائع ہوئے جو انہوں نے ایک برطانوی ٹی وی کو دیا۔

انہوں نے کہا:

”ہم سلامتی کونسل کی قراردادوں کو ایک طرف رکھ کر مسئلہ کشمیر پر لچک دار اور جرأت مندانہ اقدامات کے لیے تیار ہیں۔ بھارت سے مذاکرات کے لیے استصواب رائے کا مطالبہ بھی چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔“

جناب جنرل پرویز مشرف کے اس اہم ترین بیان کے بعد دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ پر ردِ عمل کے طور پر جو تبصرے ہوئے وہ تو اپنی جگہ لیکن خود اُن کی اپنی کابینہ کے بعض ارکان نے جو رائے زنی فرمائی ہے، وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

وزیراعظم جمالی فرماتے ہیں:

”صرف دیرینہ موقف میں لچک پیدا کی ہے، ورنہ اقوامِ متحدہ کی قراردادیں ہی مسئلہ کشمیر کے حل کی بنیادیں ہیں۔“

وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد نے فرمایا:

”قراردادوں میں بعض امور مسئلہ کشمیر کے حل میں رکاوٹ ہیں۔ سمجھوتے میں کوئی حرج نہیں۔“

گورنر پنجاب خالد مقبول نے کہا:

”صدر کی جانب سے عالمی قراردادوں سے دستبرداری کی بات مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد دے گی۔ دنیا ہمارا موقف ماننے کو تیار نہیں۔ کسی طرح مذاکرات شروع ہونے چاہئیں۔“

ملاحظہ فرمائیں! یہ مسئلہ کشمیر حل ہو رہا ہے۔ صدر مملکت کچھ ارشاد فرما رہے ہیں، وزیر اعظم اپنی کہہ رہے ہیں۔ وزیر اطلاعات قوم کو نئی اطلاع دے رہے ہیں۔ اور گورنر صاحب اچھوتی تشریح فرما رہے ہیں۔ اس سے زیادہ بھونڈا انداق، کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اور کیا ہو سکتا ہے؟

جس مؤقف پر بانیٔ پاکستان ڈٹے رہے۔ لیاقت علی خان مُکا دکھا کر شہید ملت ہوئے۔ بھارت سے پاکستان نے تین جنگیں لڑیں اور آدھا ملک گنوا دیا۔ گزشتہ چھپن برسوں میں تمام پاکستانی حکمران واویلا کرتے رہے اور کشمیریوں کے غم میں گُھل گُھل کر گھائل ہوتے رہے۔ یہی حکمران قوم کو جہادِ کشمیر کا سبق دیتے رہے۔ لڑنے، مرنے، غازی بننے اور رتبۂ شہادت پانے کا شوق و ذوق بیدار کرتے رہے۔ ہزاروں کشمیری اور پاکستانی شہید ہوئے اور نوبت بایں جا رسید کہ...... ہم اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار ہیں۔ بس بھارت ہم سے کسی طرح مذاکرات کر لے۔

اُدھر مسٹر واجپائی ہیں کہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔انہوں نے کہا:''پاکستان دراندازی کر رہا ہے۔ہم نے پہلے انکار کیا پھر مان لیا اور کہا کہ کشمیری لڑ رہے ہیں۔ہم اسے روکنے میں بھارت سے تعاون کریں گے۔انہوں نے کہا کہ دراندازی کرنے والے دہشت گرد ہیں۔ہم نے پہلے انہیں مجاہد کہا۔پھر دہشت گرد قرار دے کر بھارت کو یقین دلانے لگے کہ ہم دہشت گردی کے خاتمے میں بھارت سے تعاون کریں گے۔انہوں نے کہا جنگ بند کرو۔ہم نے کشمیر اور تمام سرحدوں پر سیز فائر کر دیا۔اب وہ کہہ رہے ہیں کہ سیاچین سے واپس جاؤ۔دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

1990ء میں بھارت نے ورکنگ باؤنڈری اور کنٹرول لائن پر باڑ لگانے کا کام شروع کیا۔ہم تب سے احتجاج کر رہے ہیں اور کام جاری ہے۔حتیٰ کہ گزشتہ چند مہینوں سے باڑ لگانے کے عمل میں تیزی آ گئی ہے اور سیز فائر کے باوجود تنصیب کا کام جاری ہے۔ہمارے دفتر خارجہ نے بھارتی سفارتی عہدیدار کو بلا کر احتجاج کیا اور اُسے اقوام متحدہ کی قراردادیں اور پاک بھارت سمجھوتے یاد دلائے' جن کی رو سے ورکنگ باؤنڈری اور کنٹرول لائن کے متنازع علاقوں میں کوئی مستقل تعمیر نہیں ہو سکتی۔

حد ہو گئی! کشمیر پر قراردادوں سے واپسی ہو رہی ہے اور یہاں قراردادیں یاد دلائی جا رہی ہیں۔

اِدھر آئندہ ماہ اسلام آباد میں سارک ممالک کی سربراہ کانفرنس ہو رہی ہے۔سارک کے سیکرٹری جنرل قمر رحیم نے بھارتی اخبار ''ہندوستان ٹائمز'' کو ایک انٹرویو میں کہا کہ ''پاکستان کو مسئلہ کشمیر سارک کانفرنس کے ایجنڈے میں شامل نہیں کرنے دیں گے۔''

آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد انور خان نے پاکستان کی یوٹرن کشمیر پالیسی پر جو اظہارِ خیال فرمایا ہے' اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اب کشمیری بھی ہم سے ناراض ہیں۔

صدر آزاد کشمیر نے فرمایا کہ:

''عام لوگوں کی جانب سے پاکستان کی کشمیر پالیسی پر تنقید اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔لیکن جب سردار عبدالقیوم بھی عدم اعتماد کا اظہار کریں تو یہ بات بہت تشویش ناک ہے' کشمیر کو پس پشت ڈال کر پاک بھارت تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔''

پاک بھارت تعلقات کی بحالی کی سرگرمیوں میں گزشتہ چھ سات مہینوں سے جو تیزی آئی ہے' وہ مزید تیز ہوتی جا رہی ہے۔سیاسی رہنماؤں اور پارلیمنٹیرینز کے وفود کا تبادلہ' ثقافتی طائفوں اور فلمی اداکاروں کے وفود کی دونوں جانب سے آمد و رفت' سفارتی تعلقات کی بحالی' دوستی بس اور جہازوں کی بحالی اور اب سرحدیں کھولنے کے مطالبات ......کیا یہ سب کچھ کسی طے شدہ کھیل کا حصہ ہے؟ جس کی تکمیل کے لیے مقتدر اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کس کے لیے کیا خدمات انجام دے رہے ہیں۔اور جس کی رفاقتوں' ہم قدم ہونے اور شانہ بشانہ چلنے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے' جانتے ہو اس کے بعد وہ کیا کرنے گا؟

وہی' جو اُس نے صدام حسین کے ذاتی محافظ اور اس کو گرفتار کرانے والے ''محمد ابراہیم عمر المسلط'' کے ساتھ کیا ہے۔

''سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد تجھے''